سلسلۂ تحریف و انتحال

یا کافر!

خلافِ شرع اُمور کے وسبب مسلمانوں کی تکفیر
مسلمان کا مسلمان کو «کافر» کہنا

نشرِ ثانی

سَنَد
SANAD

Ur

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

الحمد لله ربّ العالمين ، والصّلاة والسّلام على أشرف الأنبياء والمرسَلين ، سيّدنا ونبيّنا محمّد الأمين ، وآله وصحبه أجمعين!

ابتلائے عام: فکری گمراہی

مَوجودہ زمانے میں مسلمانوں کے مابین تکفیر کی بلاء بہت پھَیل چکی ہے، بہت سے لوگ اس بات کو بڑا ہلکا لے رہے ہیں، یہاں تک کہ لوگ «کافر کافر» کی صدائیں سننے کے عادی ہوتے چلے جا رہے ہیں، یہ تساہُل غفلت فتنہ وفساد کے سَر اُٹھانے، خونریزی، آبروریزی، والدین کی نافرمانی اور رشتے داری توڑنے کا سبب بن گئی ہے، لہذا بے شمار لوگ اسلامی عقائد کی اِصلاح کے واجب ہونے کے بہانے، آپس میں ایک دوسرے کا قتل کرنے لگے ہیں، یہ سب کچھ صرف وصرف دین ومذہب سے جہالت اور کامل اسلام کے ناقص علم کے سبب ہو رہا ہے۔

س: کیا کسی مسلمان کا دوسرے مسلمان کو کافر کہنا جائز ہے؟

ج: ہرگز جائز نہیں؛ کیونکہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: «أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لأَخِيه: يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ»[1] «جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کو کافر کہہ کر پکارا، تو اُن میں سے کوئی ایک کافر ہوگا، اگر وہ اِس کے کہنے کے مطابق ہوا تو ٹھیک، ورنہ کہنے والے پر حکمِ کفر لَوٹ جائے گا»۔

ایک اَور حدیثِ پاک میں فرمایا جس کے راوی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں، نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: «وَمَنْ دَعَا رَجُلاً بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ: عَدُوّ اللهِ، وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ»[2] «جس نے کسی کو کافر یا اللہ کا دشمن کہہ کر پکارا اور حقیقت میں وہ اَیسا نہ ہو، تو کہنے وَالے پر حکمِ کفر لَوٹ جائے گا»۔

مزید ایک حدیث میں نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا، جس کے راوی ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ ہیں: «مَا أَكْفَرَ رَجُلٌ رَجُلاً قَطُّ إِلَّا بَاءَ أَحَدُهُمَا بِهَا، إِنْ كَانَ كَافِراً وَإِلَّا كَفَرَ بِتَكْفِيرِه»[3] «جس نے کسی کو کافر کہا، تو اُن دونوں میں سے کسی ایک کی طرف کفر ضرور لَوٹے گا، اگر وہ کافر ہو تو ٹھیک، ورنہ کافر کہنے کے سبب کہنے والا خود کافر ہو جائے گا»۔

١- رواه مسلم.
٢- رواه مسلم.
٣- رواه ابن حِبّان في «صحيحه» في كتاب الإيمان.

غلط تصوّرات / مبنی بر خطا اَفکار

س: تو کیا مختلف اَعمال کے سبب جن مسلمانوں کی تکفیر کی جاتی ہے، وہ مسلمان نہیں؟

ج: جو اِس بات کی گواہی دے کہ «اللہ تعالیٰ کے سِوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور جناب محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں»، نیکی سے خوش ہو اور بدی پر ناگواری کا اظہار کرے، تو وہ مؤمن ہے، امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبیِٔ کریم ﷺ کا فرمان ہے: «مَنْ سَرَّتْه حَسنَتُه وساءَته سَيِّئته، فهُو مُؤْمن» «جسے اُس کی نیکی خوش کرے اور بدی بُری لگے، وہ مؤمن ہے، تُف ہے اُس پر جو اپنے کسی مسلمان بھائی کو کافر کہے، حالانکہ اُس مسلمان کو تو اپنی نیکی بھلی لگتی اور بدی بُری لگتی ہے، تو اِس کافر کہنے والے کو نہ جانے کیوں خواہ مخواہ اُس کے کفر کی گواہی ایمان کی گواہی سے زیادہ بہتر معلوم ہوتی ہے!»[۴]۔

حضرت اَعمش کی حدیث ہے جو حضرت ابوسفیان سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ لوگ اَہلِ قبلہ میں سے کسی کو کافر کہتے تھے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «نہیں»، میں نے پھر پوچھا: تو کیا مشرک کہتے تھے؟ آپ نے «معاذاللہ» کہا اور بے چین ہو گئے[۵]۔

س: مگر خدا تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ اس آیتِ کریمہ کے مطابق وہ تمام حکمران جو شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کریں، سب کافر ہیں، اسی طرح جو قوم ایسی حکومت سے راضی ہو وہ سب بھی کافر ہیں، کیا ایسا نہیں؟

ج: ہرگز ایسا نہیں، بالکل بھی درست نہیں؛ کیونکہ صحابہ، تابعین اور جمہور علماء نے یہاں پر آیت میں لفظ «کفر» کی تفسیر «کفر دُون کفر» سے کی ہے، یعنی یہ گناہِ کبیرہ ہے، لیکن اس کا مرتکِب خارجِ اسلام نہیں۔

س: «کفر دُون کفر» کے قائل کون لوگ ہیں؟

ج: اس بات کے قائل عبداللہ بن عباس، حذیفہ، طاؤس، مجاہد، احمد بن حنبل، ابن عبدالبر کے علاوہ اکثر مفسّرین مثلاً ابنِ جریر، فخر رازی، بغوی، خازِن، قُرطبی وغیرہ ہیں، رضی اللہ عنہم[۶]۔

۴- ابن عبد البرّ في «التمهيد لما في الموطّأ من المعاني والأسانيد» باب العين، الجزء السابع عشر، ص ۲۴.

۵- المرجع السابق، رواه أبو يعلى، والطبراني في «الكبير» ورجاله رجال الصحيح كما أورده نور الدين الهيثمي في «مجمع الزوائد».

۶- نشرِ اوّل میں اس کا تفصیلی بیان ہے۔

س: تو پھر کچھ دیندار و مبلّغین کیوں بار بار کہتے ہیں کہ «جو اللہ کی آیات کے مطابق حکمرانی نہ کریں وہ کافر ہیں»؟

ج: جو اس بات کی رَٹ لگائے رہتے ہیں، اُن کی بنیاد خوارِج کا عقیدہ ہے، عقیدۂ اَہلِ سنّت سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

امام قُرطبی نے «المُفہِم» میں فرمایا: «اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ کے ظاہر سے وہی لوگ اِستِدلال کرتے ہیں جو کسی کو اُس کے گناہوں کے سبب کافر کہتے ہیں، اور وہ خوارِج ہیں، حالانکہ ان کے لیے اس آیتِ کریمہ میں کوئی دلیل نہیں[۷]۔

امام سَمعانی نے اپنی «تفسیر» میں فرمایا: «معلوم ہونا چاہیے کہ خوارِج اس آیتِ کریمہ سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ «جو اللہ کی نازِل کردہ آیات کے مطابق حکومت نہ کرے وہ کافر ہے»، اور اہلِ سنّت کا مَوقف یہ ہے کہ اَیسے لوگ گناہ گار ہیں، کافر نہیں»[۸]۔

بعض مبلّغین کے اَوہامِ فاسدہ

س: کیا کوئی مسلمان شرکِ اَکبر کا اِرتکاب کر سکتا ہے، جس کے سبب وہ خارجِ اسلام ہو جائے؟

ج: کوئی مسلمان ایسا نہیں پایا جاتا جو شرکِ اَکبر کا اِرتکاب کر کے خارجِ اسلام ہو جائے۔

س: اس کی دلیل کیا ہے؟

ج: اس کی دلیل نبیِّ کریم ﷺ کا ارشاد ہے جس کے راوی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہیں: «إِنِّي وَاللهِ! مَا أَخَافُ بَعْدِي أَنْ تُشْرِكُوا، وَلَكِنْ أَخَافُ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا»[۹] «خدا کی قسم! مجھے تم سے میرے بعد مشرِک ہو جانے کا خوف نہیں، مجھے اس بات کا اَندیشہ ہے کہ تم دنیاداری میں مقابلہ بازی کروگے»۔

۷- «المفهم لما أشكل من تلخيص مسلم» لأبي العبّاس أحمد القرطبي، ۲/۱۱۶.

۸- «تفسير الإمام السّمعاني» ۲/۴۲.

۹- رواه البخاري.

س: علمائے کرام نے اس حدیثِ نبوی سے کیا سمجھا؟

ج: علمائے کرام نے اس حدیث سے اُمّت کا دنیاداری میں مبتلا ہونا ثابت کیا ہے، جو اِن کی ہلاکت کا باعث ہوگی، اور عمومی طَور پر اُمّت کے شرکِ اَکبر کے بارے میں کسی بھی طرح کے خوف کی نفی کی ہے، جیسا کہ نبیِّ کریم ﷺ نے فرمایا، اور اس تعلق سے امام ابن عبدالبر نے اپنی کتاب «تمہید» میں فرمایا کہ: «جو اُمّتِ محمدیہ پر اَیسا خَوف کرے جس کا خَوف نبیِّ کریم ﷺ نے نہیں کیا، وہ کُھلی گمراہی میں ہے»[10]۔

س: مگر کیا نبیِّ کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا جسے صحیح مسلم میں روایت کیا: «لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتَّى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزَّى» «زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ لات وعُزّیٰ (بتوں) کی عبادت ہونے لگے گی»؟

ج: یقیناً یہ حدیث صحیح ہے، لیکن اس حدیث کے ذریعہ مسلمانوں کو مشرِک کہنے پر دلیل پیش کرنے والے حضرات حدیث کا مکمل حصہ چُھپالیتے ہیں، اور یہ افسوس ناک علمی خیانت ہے۔

س: کیا یہ ماننے والی بات ہے؟ آخر حدیث کا مکمل حصّہ کیا ہے؟

ج: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرمایا کہ میں نے نبیِّ کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ «زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ لات وعزّیٰ (بتوں) کی عبادت ہونے لگے گی»، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! جب اللہ تعالیٰ نے ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾ «اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مَبعوث فرمایا؛ تاکہ دینِ اسلام کو تمام اَدیان پر غالب کر دے، اگرچہ مشرکین اسے ناپسند کریں» نازل فرمائی، تو میرا گمان تھا کہ یہ مکمل خبر ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «بلاشبہ وہ ہونے والا ہے جب اللہ چاہے گا، پھر ایک خوشبودار ہوا چلے گی جس سے ہر وہ شخص مر جائے گا جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی ایمان ہوگا، صرف وہی لوگ باقی بچیں گے جن میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی، پھر سب لوگ اپنے آباء واَجداد کے دِین کی طرف لَوٹ جائیں گے»[11]۔

یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ لات وعُزّیٰ (دَورِ جاہلیت میں پُوجے جانے والے دو ۲ بتوں) کی عبادت ہرگز لَوٹ کر نہیں آئے گی، جب تک کہ اللہ تعالیٰ آخری زمانے میں قیامتِ کبریٰ کی علامتوں کے ظاہر ہونے کے وقت تمام مسلمانوں کی رُوحیں قبض نہ کر لے گا، اور یہ چیز ہمارے زمانے میں حاصل نہیں، لہٰذا اللہ کے فضل سے ایمان باقی رہے گا۔

۱۰- «التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد» باب الياء، ۲۴/۲٦۷.

۱۱- رواه مسلم في «صحيحه».

مسلمانوں کے مابین ایک غلط عقیدہ

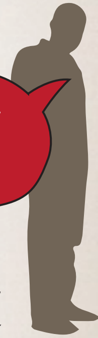

س: تو کیا قُبوری (قبر پرست) لوگ جو قبروں کے گرد طواف کرتے ہیں، اور اس کی تعظیم کرتے ہیں، مشرِک نہیں؟

ج: قبر کے گرد طواف کرنا حرام ہے شرک نہیں؛ اس لیے کہ شرک یہ ہے کہ طواف کرنے والا صاحبِ قبر کی عبادت کی نیّت کرے، اور ایسا ہے نہیں، بلکہ وہ قبر کے گرد طواف کرکے اللہ تعالی سے قُربت کی نیّت کرتا ہے، اور یہ حرام ہے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کے گرد طواف کرکے عبادت کا حکم دیا ہے، نہ کہ قبر کے گرد طواف کرکے۔

س: مگر کیا وہ لوگ بھی مشرِک نہیں جو یہی بات کہتے ہیں کہ «ہم اِن بتوں کی پُوجا صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ تعالی سے قریب کر دیں»[١٢]؟ یونہی وہ لوگ جو قبروں کا طواف کرکے ان مشرکین کی طرح اللہ تعالی سے قریب ہونا چاہتے ہیں!

ج: ہرگز ایسا نہیں! ان دونوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے؛ کیونکہ مشرکین اس بات کا اعتراف کرتے تھے کہ وہ بتوں کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ انہیں اللہ تعالی سے قریب کردیں، لیکن جاہل مسلمان یہ اعتقاد نہیں کرتے کہ وہ صاحبِ قبر کی عبادت کر رہے ہیں، لہذا دونوں میں فرق واضح ہے۔

کسی چیز کے گرد طواف کرنا اُس چیز کی عبادت نہیں، مثال کے طَور پر ہم کعبہ کا طواف کرتے ہیں، مگر کعبہ کے گرد ہمارا طواف کرنا کعبہ کی عبادت نہیں، بلکہ یہ اللہ تعالی کی عبادت ہے۔

اسی طرح جو قبروں کے گرد طواف کرتے ہیں، قبروں کی عبادت نہیں کرتے، ہاں وہ قبروں کے گرد طواف کرکے بدعتِ سیّئہ کا اِرتکاب کرتے ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے گرد طواف کرکے عبادت کا حکم نہیں دیا، جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے۔

١٢- الزمر: ٣.

س: کیا اس بات کی کوئی دوسری دلیل بھی ہے کہ مسلمان غیر اللہ کی عبادت کی طرف نہیں لَوٹیں گے؟

ج: جی ہاں اس پر متعدد دلیلیں ہیں، ان میں سے: ایک وہ حدیث ہے جس کے راوی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ «یقیناً شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرۂ عرب کے نمازی اُس کی پرستش کریں، ہاں وہ اِن کے درمیان جھگڑے، فساد واختلافات سے مایوس نہیں »[۱۳]۔

مزید وہ حدیث بھی ہے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں، انہوں نے فرمایا کہ نبیٔ کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ «ابلیس اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ سرزمینِ عرب پر بتوں کی عبادت کی جائے، لیکن وہ اس کے بدلے تمہارے حقیر کاموں سے راضی ہو جائے گا، اور یہی ہلاکت کے اَسباب ہیں »[۱۴]۔

س: لیکن بہت سے دیندار و مبلغین لوگوں کی تکفیر کرتے ہیں، انہیں مشرِک کہتے ہیں، وہ کیسے؟

ج: وہ سب غلطی وگمراہی پر ہیں، ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ان سے بچنے کی تاکید ۱۴۰۰ سال پہلے اس طرح کر دی، گویا وہ خود ہمارے اس زمانے کو ملاحظہ کر رہے تھے۔

حضرت حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مجھے تمہارے درمیان ایسے شخص کا خَوف ہے جو تو قرآن پڑھے گا، یہاں تک کہ اس تلاوت کی خوشگواری اُس پر خُوب ظاہر بھی ہو گی، وہ بظاہر اسلام کا مددگار بھی ہوگا، پھر وہ قرآن کو پھیر دے گا جس جانب اللہ چاہے، پھر وہ قرآن سے تجاوُز کرے گا، قرآن کو پیٹھ پیچھے ڈال دے گا، اپنے پڑوسی کو قتل کرنے کی کوشش کرے گا، اسے مشرِک کہے گا»۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ان دونوں میں سے کون مشرِک ہوگا؟ جسے مشرک کہا جا رہاہے وہ یا مشرِک کہنے والا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مشرِک کہنے والا»[۱۵]۔

۱۳- رواہ مسلم في «صحیحہ».

۱۴- أخرجہ الحاکم في «المستدرک» وصحّحہ ووافقہ الذھبي.

۱۵- روی ابن حِبّان (۸۱)، والبخاري في «التاریخ الکبیر» (۷۰۹۹)، والبزّار (۲۷۹۳).

س: سبحان اللہ! تکفیر و شرک کی آڑ میں یہ تمام تر قتل و غارتگری اور خونریزی باطل ہے؟ نبیٔ کریم ﷺ نے اس سے بچنے کا حکم فرمایا ہے؟

ج: جی ہاں! جو شخص اس بات کا ارتکاب کرے وہ بڑی ہلاکت میں ہے، گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے، اس کا گناہ تمام انسانوں کے قتل کے گناہ کی طرح ہے، رب تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعاً وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيراً مِنْهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ﴾[16] «اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے، یا زمین میں فساد کیے، تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا، اور جس نے ایک جان کو زندگی بخشی، اُس نے گویا سب لوگوں کو زندہ کر دیا، اور بے شک ان کے پاس ہمارے رسول رَوشن دلیلوں کے ساتھ تشریف لائے، پھر بے شک ان میں بہت سے لوگ اس رسول کے بعد زمین میں ظلم کرنے والے ہیں»۔

اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مسلمان کو گالی دینا فسق ہے، اور اُسے قتل کرنا کفر ہے»[17]۔

رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں مسلمانوں کو کافر ومشرک کہنے اور اُن کے ساتھ خونریزی سے محفوظ رکھے، اور ہمارے اُن بھائیوں کو ہدایت دے جو مسلمانوں کو کافر کہنے کے نتیجے میں قتل وخونریزی کرکے گمراہ ہو گئے ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اُمّتِ مسلمہ کو ظاہری وباطنی ہر طرح کے فتنے سے محفوظ فرمائے، وہی پروردگار اس بات پر قادر ہے، وہی اَرحم الراحمین ہے۔

١٦- المائدة: ٣٢.

١٧- رواه البخاري ومسلم.

غلطی کی اصلاح کا صحیح طریقۂ کار

س: جب ہم نے اس بحث کو تسلیم کرلیا، کہ بات بات میں مسلمانوں پر شرک وکفر کا اِلزام لگانے کی ہولناکی پر جو کچھ آپ نے بیان کیا صحیح ودرست ہے، تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ علماء اور مبلغین مسلمانوں کے مابین رائج خلافِ شرع اُمور اور بدعات پر کچھ نہ بولیں اور خاموش رہیں؟

ج: ہرگز نہیں! اس لیے کہ علماء اور مبلغین پر خلافِ شرع اُمور کی اِصلاح کے ذریعہ اپنے فرائض سے سُبک دوشی ضروری ہے، مگر اِس میں مُندرجہ ذَیل اُمور کی رعایت بھی ضروری ہے:

- غلطی کو نرمی اور محبت سے دُرست کریں، یہی ہمارے پیارے نبی ﷺ کا طریقۂ کار رہا ہے۔
- پوری اُمّت یا اس کی اکثریت کفر و شرک میں مبتلا ہونے سے بَری ہے، سِوائے اُس کے جس پر حدیثِ نبوی وارِد ہوئی۔
- جو لوگوں کی اِصلاح کر رہا ہو اُس پر لازم ہے، کہ اپنے دل سے مسلمانوں کے اَعمال واِعتقاد کے بارے میں بدگمانی کے شائبہ تک کو بھی نکال دے، اور یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ مسلمانوں کے خلافِ شرع اُمور میں ملوّث ہونے سے یہ جائز نہیں ہو جاتا کہ اُن پر کفر و شرک کا اِلزام لگا دیا جائے، ورنہ ہرگز نصیحت نفع بخش نہیں ہوگی، اور مطلوبہ نتائج بھی بَر آمد نہیں ہوں گے۔
- علماء پر لازم ہے کہ علومِ شرعیہ میں خاص فن یعنی اپنے اپنے تخصّص کا بھی لحاظ رکھیں، لہذا حدیث داں کے لیے فتویٰ دینا جائز نہیں جب تک فقیہ نہ بن جائے، اسی طرح ناقلِ فتویٰ کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ اجتہاد کرنے لگے، جب تک فقیہ یا مجتہد نہ ہو جائے۔
- ایسے مبلغین جنہوں نے علمِ فقہ میں اختصاص حاصل نہ کیا ہو، انہیں نوجوانوں کو اللہ تعالی سے قریب کرنے کے لیے علمِ فقہ کی سخت ضرورت ہے، لہذا وہ ایسا کام فتویٰ بازی کے ذریعہ نہ کریں۔
- کسی کو کافر کہنا قضاء سے متعلق ایک حکمِ شرعی ہے، لہذا اپنے دین پر حریص مسلمان پر اِس جُراَت سے بچنا اشدّ ضروری ہے۔

سلسلۂ تحریف وغلط بیانی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «يَحْمِلُ هَذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلْف عُدُولُه، يَنْفُونَ عَنْهُ تَحْرِيفَ الْغَالِينَ، وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلينَ، وَتَأْوِيلَ الْجَاهِلينَ»[18] «اس عَلمِ دِنيِ کے امُیں آنے والی نسلوں میں اَیسَے عادِل لَوگ ہوں گےَ، جو علمِ دین کو شدّت پسندوں کی تحریف، باطل پسندوں کی مَن مانیوں، اور جاہلوں کی تاویلات سے بچائیں گے۔

کچھ کج فکروں نے کلامُ اللہ کو اس طرح سمجھا ہے، جو نہ سلفِ صالحین سے ملے علمی ورثہ کے مطابق ہے، اور نہ ہی وحئ الٰہی کے عظیم وجلیل مقاصد کے مُوافق ہے۔

انہوں نے قرآنِ کریم کی ان آیات کو جو غیر مسلموں کے حق میں نازِل ہوئیں، مسلمانوں پر چسپاں کر دیا، وہ آیات جو بطورِ اِستثناء نازل ہوئیں، ان کو عام اَحکام میں بدل دیا، کلامُ اللہ کے معنی ومطلب میں اس طرح تحریف کر دی، جس سے عام مسلمان کے دماغ میں اس کے انتہائی غلط مفہوم راسخ ہو جائیں، اس کے سبب ایسے اَعمال و افعال جنم لیں جن کا دینِ حنیف اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

ہم اِس سلسلۂ نشر میں گمراہ فکر وفہم والوں کی طرف سے، قرآنِ کریم کی آیات کے مفہوم میں کی گئی تحریفات سے آگاہی حاصل کریں گے، اور یہ بھی معلوم کریں گے کہ اُن لوگوں کا رسول اللہ ﷺ، سلفِ صالحین اور شریعتِ مطہّرہ سے دُور دُور تک کوئی تعلق نہیں۔

۱۸- مشہور حدثیٖ ہے، امام ابنِ عبد البرّ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، اور امام احمد بن حنبل سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ «یہ حدیث صحیح ہے»۔

دارُ الفقیہ للنشر والتوزیع
DAR AL FAQIH
PUBLICATION & DISTRIBUTION

SANAD

www.sanad.network
twitter: @sanadnetwork
facebook.com/sanadnetwork
youtube.com/sanadnetwork
instagram.com/sanadnetwork